در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام وسنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سیّد حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ
بیادگار حضرت ابوالبرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۲۶۹
پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۱۳۲
جلد نمبر ۱۲

۱۶ستمبر تا ۳۰ستمبر ۱۹۹۸ء
جمادی الاول / جمادی الثانی ۱۴۱۹ھ

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کر کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ نمبر
(۱)	شذرات	اقبال ریاض	۲
(۲)	نعت شریف	محبوب الٰہی عطاء	۴
(۳)	تفسیر القرآن الحسنیہ	مدیرِ اعلیٰ	۵
(۴)	انوارِ علی کرم اللہ وجہہ الکریم	مدیرِ اعلیٰ	۹
(۵)	وفات حسرت آیات (مولانا ہوری صاحب)	سید محمد یاسر بخاری	۱۲
(۶)	غزل	مرتضیٰ سید	۱۴
(۷)	مطالعۂ کائنات اور اقبال	صوفی مشتاق احمد	۱۵
(۸)	استفتاء (مُردہ کے لئے دُعا)	مفتی خلیل الرحمان	۲۵

شذرات

(۱) ایران افغان کشیدگی، اُمتِ مُسلمہ کے لئے لمحۂ فکریہ

اقبال ریاض

بڑی فوج کے سربراہ جنرل جہانگیر کرامت نے خبردار کیا ہے کہ ایران اور افغانستان میں کشیدگی اُمتِ مُسلمہ کے لئے تباہ کُن ہوگی۔ انہوں نے حکومت پر امن وامان کے لئے فرقہ واریت اور مذہبی انتہاپسندی کے خلاف مؤثر اقدامات پر زور دیتے ہوئے مُسلم اُمہ کے مُدبرین سے کہا ہے کہ وہ اس سلسلے میں اپنا فرض ادا کریں۔

فوج کے سربراہ کی طرف سے اس تشویش کا اظہار ملتِ اسلامیہ کے لئے لمحۂ فکریہ ہے اور یہ عالمِ اسلام کے بزرگوں، سربراہوں اور دینِ حق کے شیدائیوں کے لئے غور طلب بات بھی ہے کہ اگر خدانخواستہ ایران اور افغانستان کے مسلمان آپس میں اُلجھ گئے تو اُمتِ مُسلمہ کو کس قدر تباہی اور نقصان کا سامنا کرنے پڑے گا۔ یہ بات ڈھکی چھُپی نہیں کہ دُشمنوں کی سازشیں اپنے عُروج پر ہیں اور وہ مُسلمانوں کو آپس میں لڑا کر اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ وطنِ عزیز میں فرقہ واریت کی نئی لہر بھی اسلام کے ان ازلی دُشمنوں کی سازشوں کا ہی نتیجہ ہے اور یُوں معلوم ہوتا ہے کہ دُشمن جہاں اسلام کے بڑھتے ہوئے رُجحانات اور اثر کو ختم کرنا چاہتے ہیں وہاں وہ مُسلمانوں کو آپس میں لڑا کر وہ مقاصد حاصل کر لینے کی فکر میں ہیں جس کے لئے وہ تقریباً ایک صدی سے جدوجہد کر رہے ہیں۔

ہم اس سلسلے میں ایران اور افغانستان کے مُقتدر رہنماؤں سے جو دینِ اسلام کے وقار کو بلند دیکھنا چاہتے ہیں، بڑی درد مندی کے ساتھ یہ اپیل کریں گے کہ وہ باہمی تنازعات کو برادرانہ انداز میں مذاکرات کے ذریعہ حل کرنے کی کوشش کریں اور یہ نہ بھولیں کہ دشمن موقع کی تاک میں ہیں۔ لہٰذا اگر ایک خدا، ایک رسول (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم) اور ایک قرآن کے پیروکار ہونے کے باوجود انہوں نے صُلح پسندی بھائی

چارے اور ایثار کا مظاہرہ نہ کیا تو اس تباہی اور نقصان کا خمیازہ ان کی آئندہ نسلوں کو بھگتنا پڑے گا اور وہ انہیں قیامت تک معاف نہیں کریں گی۔

(۲) آہ مولانا سیّد محمد ایوب جان بنوری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

صوبہ سرحد کی ممتاز شخصیت اور نامور عالم دین حضرت مولانا سیّد محمد ایوب جان بنوری بھی اس عالمِ فانی سے سدھار گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ آپ علمِ دین کے ایک روشن چراغ تھے جن سے ہزاروں چراغ اور جلے جو پاکستان' افغانستان' بھارت اور بعض دیگر علاقوں میں شمعِ دین کو روشن رکھنے کے لئے اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔

مولانا محمد ایوب جان بنوری دارلعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل تھے۔ انہوں نے مختلف تحریکوں میں حصہ لیا اور ایم آر ڈی اور قومی اتحاد میں صوبائی صدر کی حیثیت سے بھی فرائض انجام دیتے رہے۔ آپ کو اپنی شخصیت کی بناء پر مختلف سیاسی اور غیر سیاسی حلقوں میں خاصی پذیرائی حاصل تھی۔ چنانچہ ۱۹۴۵ء کے بعد آپ جمیعت علماء اسلام صوبہ سرحد کے مسلسل صدر منتخب ہوتے رہے۔ مرحوم صوبہ سرحد کی معروف دینی درسگاہ "دار العلوم سرحد" کے مہتمم تھے اور ضعیف العمری کے باوجود اپنے فرائض بڑی محنت اور جذبہ خدمت کے تحت انجام دیتے رہے۔ وفات سے ایک روز قبل خرابئ طبیعت کے باوجود دار العلوم میں درس بخاری شریف کے لئے تشریف لے گئے اور دوسرے روز بھی ساتھی علماء کی خواہش کے برعکس دار العلوم جانے کی تیاری کر رہے تھے کہ اچانک طبیعت بگڑ گئی اور کچھ دیر بعد ہی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ہماری دعا ہے کہ ربِ ذوالجلال مولانا صاحب کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے جانشین محترم خالد جان بنوری صاحب' اہل خاندان اور ساتھی علماء کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور انہیں ہمت دے کہ دینِ حق کی خدمت کے سلسلے میں وہ بھی ان کے نقشِ قدم پر چلتے رہیں۔ آمین ثم آمین۔

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم

محبوب الٰہی عطاؔ

یا حبیبِ خُدا آپ کا ہُوں گدا
آس پوری یہ خیرُ الوریٰ کیجئے
در پہ آیا ہوں دامن پسارے ہُوئے
صدقہ حسنین کا کُچھ عطا کیجئے

ہاں خُدا کی رضا کا ذریعہ ہے یہ
دل سے ذکرِ حبیبِ خدا کیجئے
قربِ حق کی سعادت اگر چاہئے
روز و شب وردِ صلی علیٰ کیجئے

ہو رہا ہے مدینے میں سب پہ کرم
دور کر دیجئے سارے رنج و الم
لے کے فریاد سرکار! آئے ہیں ہم
اب کرم یا حبیبِ خُدا کیجئے

ان کی نسبت کا رشتہ نہ ٹوٹے کبھی
کملی والے کا دامن نہ چھُوٹے کبھی
دل کی گہرائیوں سے خُدا کے لیے
روز وشب یہ خُدا سے دُعا کیجئے

تاجدارِ دو عالم شہہِ انبیاء
کنزِ جود و سخا بحرِ لُطف و عطا
دین و دنیا کی دولت عطاؔ کو عطا
یا محمّد برائے خُدا کیجئے

گذشتہ سے پیوستہ

تفسیر القرآن الحسنیہ

مدیر اعلیٰ

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ (۱۴۴) وَلَىِٕنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَا اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وما بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ (۱۴۵) اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۭ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (۱۴۶) اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ (۱۴۷)

ترجمہ: تحقیق ہم (اللہ جل جلالہٗ) آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کا چہرۂ اقدس بار بار آسمان کی طرف پلٹ کر دیکھنا دیکھ رہے ہیں۔ پس ضرور بالضرور ہم (جل جلالہٗ) آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کو اس قبلے کی طرف پھیر دیں گے جس (قبلہ) کو آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) پسند فرماتے ہیں۔ پس (اے حبیب) اپنے چہرۂ اقدس کو مسجدِ حرام (بیت اللہ) کی سمت پھیر دیجئے تو (اے اُمتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) تم جہاں پر بھی ہو اِسی سمت (بیت اللہ شریف) کی طرف اپنے مُنہ کو پھیر دو اور بے شک وہ جن کو کتاب دی گئی ہے (بنی اسرائیل) حقیقتاً وہ جانتے ہیں کہ (تحویلِ قبلہ) اُن کے رب تعالیٰ کی طرف سے سچ ہے اور اللہ جل جلالہٗ اس سے جو وہ عمل کرتے ہیں بے خبر

نہیں ہے۔ (۱۴۴) اور اگرچہ (اے مخاطب!) تم ہر قسم کی دلیل ان کے پاس لے آؤ جن کو ہم نے کتاب دی ہے تو وہ ہرگز تمہارے قبلے کی پیروی نہیں کریں گے اور نہ ہی اے مُخاطب تم ان کے قبلے کی پیروی کرو گے اور نہ ہی ان کے بعض لوگ ان بعض کے قبلے کی پیروی کریں گے اور اے مُخاطب! تمہارے پاس وحیِ الٰہی آ جانے کے بعد تم نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو اس وقت تم حد سے گزر جانے والوں میں سے ہو جاؤ گے (۱۴۵) وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی ہے اس (پیغمبر اسلام) کو اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح کہ وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بے شک ان میں ایک ایسا گروہ ہے جو کہ حق کو جان بوجھ کر چھُپاتا ہے (۱۴۶) (اے مُخاطب) حق تو تمہارے رب کی طرف سے ہے پس شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ (۱۴۷)

حلِ لُغت: تَقَلُّبَ :بار بار پلٹنا بار بار دیکھنا بار بار مُنہ پلٹ کر دیکھنا واحد مُذکر مُخاطب کا صیغہ ہے، فعل مضارع، قِبلَۃً وہ سمت جس کی طرف مُنہ کر کے عبادت کی جائے یا نماز پڑھی جائے۔ تَرْضٰھا: تَرْضٰی واحد مذکر مُخاطب فعل مضارع ہیں رضا سے ہے جس کے معنی چاہنا پسند کرنا خوش ہونا کے ہے، تو جس کو پسند کرتا ہے 'ھا ضمیر ہے جو قبلہ کی طرف راجع ہے۔ شَطْرَ :سمت طرف جہت۔

تفسیر: گذشتہ آیہ کریمہ میں تحویلِ قبلہ کا ذکر تھا اور اس کی حکمت بیان کی گئی تھی۔ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ پسند اور خواہش تھی کہ قبلہ مُبارکہ یعنی بیت اللہ شریف کی طرف آپ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم رخ کر کے نماز ادا کریں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مکۃ مکرمہ میں بیت اللہ شریف کی طرف رُخ کر کے عبادت فرماتے تھے آپ جب ہجرت فرما کر مدینہ مُنورہ آئے تو حکمِ خداوندی کے مُطابق تقریباً ۱۶ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ آپ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہر وقت دلی آرزو ہوتی کہ اللہ تبارک وتعالےٰ جل جلالہٗ مجھے اس بیت اللہ شریف کی

طرف رُخ کرنے کا حکم فرماویں جس کی تعمیر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے جدِ اعلیٰ ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمائی تھی۔ اکثر مفسرین کے مطابق ۲ ہجری رجب المرجب بوقتِ عصر اللہ تعالےٰ جل جلالہٗ نے آپ کی دلی خواہش کو قبول فرماتے ہوئے بیت اللہ شریف کی طرف رُخ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے عصر کی دو رکعتیں ادا کی ہوئی تھیں گویا دو رکعتیں بیت المقدس کی طرف پڑھنے کے بعد بقیہ دو رکعتیں رُخ پلٹ کر بیت اللہ شریف کی طرف ادا کیں۔ اس وقت سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور تمام اُمتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو جہاں پر بھی دنیا میں تھے اس قبلے کی طرف رُخ کر کے عبادت کرنے کا حکم دے دیا۔

اللہ جل جلالہٗ نے بنی اسرائیل کے ان اعتراضات اور دشمنی کا رد کرتے ہوئے فرمایا۔ اے اہلِ کتاب یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے بلکہ تمہاری کتابوں میں اس واقعہ کا ذکر موجود ہے۔ لہٰذا یہ تحویلِ قبلہ کا حکم برحق اور سچ ہے۔ اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے۔ لہٰذا تمہارا اعتراض کرنا اور اسے وجہِ دشمنی بنانا بے جا ہے اور فرمایا یاد رکھو ہم تمہاری ان تمام بد اعمالیوں اور کرتوتوں کو جانتے ہیں اور تمہارے کسی بھی عمل سے ہم بے خبر نہیں ہیں۔ لہٰذا پیارے محبوب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی مخالفت چھوڑ دو۔ جو قبلہ میرے محبوب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو پسند ہے وہی میری پسند ہے اس واقعہ کا تذکرہ پہلے سے کتابوں میں موجود ہے اور وہ سب کتابیں تمہارے ہاتھوں میں ہیں جن میں ان الفاظ سے آپ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر مبارک ہے کہ میرا محبوب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم ذوالقبلتین ہوگا یعنی بیت المقدس اور بیت اللہ شریف دونوں قبلوں والا ہوگا۔ لہٰذا تمہیں چاہیے کہ تم اس پیغمبر پر ایمان لے آؤ اور اس کی وحئ الٰہی کو قبول کر لو اور اس کے حکم کے مطابق بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے عبادت کرو۔

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل پر حجت تامہ قائم فرمائی کہ یہ باوجود اس کے کہ صاحبِ کتاب ہیں اگر آپ ان کے سامنے ہر قسم کی دلیل، حجت اور معجزہ

بھی لے آئیں یہ اتنے ہٹ دھرم اور ضدی ہیں کہ اس کو ہرگز قبول نہیں کریں گے اور ماننے سے انکار کر دیں گے جس طرح کہ اس وقت بیت اللہ شریف کو قبلہ ماننے سے انکار کر رہے ہیں۔ چونکہ آپ دلائل حقہ سے ہر بات ارشاد فرماتے ہیں اس لئے آپ ان کے قبلے کی پیروی نہیں کریں گے اور ان کا اپنا یہ عالم ہے کہ یہ بھی آپس میں ایک دوسرے کی بات کو ماننے اور قبول کرنے والے نہیں ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یہودی عیسائیوں کو حقیقت پر تسلیم نہیں کرتے اور نہ عیسائی یہودیوں کو کسی بات پر مانتے ہیں۔ حالانکہ ان کے پاس ان کی آسمانی کتابیں تورات اور انجیل موجود ہیں۔ اس آیہ کریمہ میں قرآنِ مجید کے ماننے والے اور قبول کرنے والے کو بھی نصیحت و موعظت فرمائی جا رہی ہے کہ فکر کرو تمہارے پاس وحیٔ الٰہی موجود ہے اور ایسا عظیم پیغمبر بھی بنفسِ نفیس تشریف لے آیا جس کا ذکرِ خیر گزری ہوئی کتابوں میں بڑی عزت و وقار سے موجود ہے اور وہ اس کو ان علامات کے ذریعے بعینہٖ اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح کہ وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں تو ایسا نہ ہو کہ تم اے قرآن پڑھنے والے مسلمانو! ان بنی اسرائیل کی خواہشات' آرزوں اور تمناؤں کے پیچھے چل کر ان کی پیروی کر بیٹھو اور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع اور وحیٔ الٰہی کی اطاعت کو چھوڑ دو اور یاد رکھو کہ اگر تم نے ان ہی کی طرح گمراہ روی اختیار کی اور اپنی ہدایت کو چھوڑ بیٹھے تو اس وقت تم کمال درجہ کے نافرمان' ستمگر اور حد سے گزر جانے والے ہو جاؤ گے۔ چونکہ تم وحیٔ الٰہی پر قائم ہو' صادق و مصدوق پیغمبر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) پر ایمان لانے والے ہو اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو تو یہ سب اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی جانب سے سچائی کی حجت ہے۔ لہٰذا اب تم چونکہ یقینِ کامل پر اعتقاد رکھتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تردد کا شکار ہو جاؤ جو کہ ایمان کے زیاں کا باعث ہے یہاں پر اگرچہ مخاطب خاص ہے مگر اس سے مراد عام ہے۔ صاحبِ تفسیر قرطبی فرماتے ہیں

فهو محمول على ارادة امته لعصمة البنى صلى الله عليه وسلم و

باقی صفحہ نمبر ۲۲ پر

گذشتہ سے پیوستہ

انوارِ علی کَرَّمَ اللہُ وَجہَہُ الکَرِیم

مدیرِ اعلیٰ

حدیث نمبر۔ : ۲/۱۴۹: انبانا محمد بن المثنی عن ابی داود قال اخبرنی شعبة قال اخبرنی فضیل ابو معاذ عن الشعبی عن علی قَالَ لَمَّا رَجَعتُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِی کَلِمَةً مَا اُحِبُّ بِهَا الدُّنیَا

ترجمہ: جناب علی المرتضیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لوٹ کر آیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے ایک بات ارشاد فرمائی اس بات کے مقابلے میں میں دنیا کو پسند نہیں کرتا۔

تشریح: ارشاد ہے کہ "اس بات کے مُقابلہ میں میں دنیا کو پسند نہیں کرتا" یعنی جس وقت میں اپنے والدِ محترم کو دفن کر کے واپس سیّدُ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے ایک ایسی بات ارشاد فرمائی کہ اس کے مُقابلہ میں دُنیا کی سب نعمتیں میری نظر میں ہیچ ہیں اور مجھے قطعاً دُنیا سے محبت نہیں رہی۔

ذکر ما خص بہ علی کرّم اللہ وجہہٗ من صرف اذی الحر و البرد

(اس باب میں جناب سیّدنا امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ الکریم کی اس خاص خصوصیت کا ذکر ہے کہ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کا وجودِ مبارک گرمی اور سردی کی ایذا سے محفوظ تھا)

حدیث نمبر ۱/۱۵۰: اخبرنا محمد بن یحییٰ بن ایوب بن ابراهیم قَالَ حَدَّثنا هاشم بن مخلد الثقفی عن ایوب بن ابراهیم قال محمد بن یحییٰ وهو جدی عن ابراهیم الصائغ عن ابی اسحٰق الهمدانی عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ان عَلِیًّا خَرَجَ عَلَینَا فِی حَرٍّ شَدِیْدٍ وَ عَلَیْهِ ثِیَابُ الشِّتَآءِ وَ خَرَجَ عَلَینَا فِی الشِّتَآءِ وَ عَلَیْهِ ثِیَابُ الصَّیفِ ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ فَشَرِبَ ثُمَّ مَسَحَ الْعَرَقَ عَنْ جَبْهَتِهٖ فَلَمَّا رَجَعَ اِلٰی اَبِیْهِ قَالَ یَا اَبَتِ اَرَاَیْتَ مَاصَنَعَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ کرّم اللّٰه وجههٗ الکریم خَرَجَ عَلَینَا فِی الشِّتَآءِ وَ عَلَیْهِ ثِیَابُ الصَّیفِ وَ خَرَجَ عَلَینَا فِی الصَّیفِ وَ عَلَیْهِ ثِیَابُ الشِّتَآءِ قَالَ اَبُوْ لَیْلیٰ هَلْ تُطِیْبُ وَ اَخَذَ بِیَدِ ابْنِهٖ عَبْدُالرَّحْمٰنِ فَاَتیٰ عَلِیًّا فَقَالَ لَهٗ عَلِیٌّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کَانَ بَعَثَ اِلَیَّ وَاَنَا اَرْمَدُ شَدِیْدُ الرَّمَدِ فَبَزَقَ فِیْ عَیْنَیَّ ثُمَّ قَالَ اَفْتَحْ عَیْنَیْکَ فَفَتَحْتُهُمَا فَمَا اشْتَکَیْتُهَا حَتّٰی السَّاعَةِ وَ دَعَا لِیْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنْهُ الْحَرَّ وَ الْبَرْدَ فَمَا وَجَدْتُ حَرًّا وَ لَا بَرْدًا حَتّٰی یَوْمِیْ هٰذَا

ترجمہ: ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ بے شک جناب علی المرتضیٰ بہت ہی سخت گرمی میں ہم پر تشریف لائے' اس حال میں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ گرمی کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ پھر پانی مانگا۔ پھر اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھا۔ پس جب عبدالرحمٰن اپنے والد کی طرف واپس لوٹ کر آیا تو اس نے کہا کہ اے ابا جان! آپ بتائیے کہ امیر المومنین کرم اللہ وجہہ الکریم نے یہ کیا' کیا ہے کہ سردی میں ہم پر تشریف لائے۔ درآنحالیکہ گرمی کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ اور گرمی میں ہم پر تشریف لائے درآنحالیکہ سردی کا لباس پہنے ہوئے تھے۔

ابو لیلیٰ نے کہا کہ تو دل لگی کرتا ہے اور اپنے بیٹے عبد الرحمٰن کا ہاتھ پکڑ کر جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے پاس لے آیا۔ تو جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اسے فرمایا یہ کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کو میرے پاس بھیجا (مجھے بلایا) اور اس وقت میری آنکھیں بہت ہی سخت دُکھ رہی تھیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا لعابِ دہن میری آنکھوں پر لگایا۔ پھر ارشاد فرمایا۔ اپنی آنکھیں کھول دے۔ پس میں نے آنکھیں کھولیں تو اس وقت مجھے آنکھوں کی تکلیف نہیں ہوئی۔ اور میرے لئے دُعا فرمائی۔ سو فرمایا اے میرے اللہ! اس (علی) کو گرمی کی حرارت اور سردی کی ٹھنڈک سے محفوظ رکھ۔ پس اس کے بعد آج تک نہ تو مجھے گرمی لگتی ہے اور نہ سردی۔

حلِ لُغت: حَرٌّ: گرمی ۔ ثِیَابٌ: کپڑے۔ اَلشِّتَاءُ: سردی۔ اَلرَّمَدُ: آنکھ دُکھنا، آشوبِ چشم والا۔ بَزَقَ: تھوکنا، لعابِ دہن لگانا۔

تشریح: ارشاد ہے "آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے سردی کے کپڑے پہنے ہوئے تھے" یعنی انتہائی گرمی میں بہت ہی گرم لباس زیبِ تن فرمائے ہوئے تھے۔ ارشاد ہے "آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ گرمی کے کپڑے پہنے ہوئے تھے" یعنی سردی میں نہایت ہی ہلکے پھلکے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ ارشاد ہے "اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھا" یعنی انتہائی سردی میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی مُبارک سے پسینہ نچڑ رہا تھا۔ ارشاد ہے "اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے پاس لے آیا" یعنی وہ سارا واقعہ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے مُتعلق جو اُس کے بیٹے نے کہا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی خدمت میں عرض کر دیا۔ ارشاد ہے "میری آنکھیں بہت ہی سخت دُکھ رہی تھی" یعنی یہ جنگِ خیبر کا واقعہ جس کی تفصیل گُذشتہ صفحات میں پیش کی جا چکی ہے۔ ارشاد ہے "مجھے آنکھوں کی تکلیف نہیں ہوئی"۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لعابِ دہن کی بدولت مجھے ایسی شفا ہوئی کہ ایک تو فوراً آرام ہو گیا اور دُوسرا پھر آنکھوں کا درد ہی نہیں ہوا۔ ارشاد ہے "اس کے بعد آج تک نہ تو مجھے گرمی لگتی ہے اور نہ سردی" یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دُعا

باقی صفحہ ۱۳ پر

وفات حسرت آیات مولانا سیّد محمد ایوب جان بنوری رحمۃ اللہ علیہ

رپورٹ: سیّد محمد یاسر بخاری

ممتاز عالمِ دین، شیخ الحدیث، سرپرست "جمعیت سادات صوبہ سرحد" حضرت علامہ مولانا سیّد محمد ایوب جان صاحب بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۲ اگست ۱۹۹۸ء بروز بدھ رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کی نمازِ جنازہ اسی روز بوقت عصر ادا کی گئی اور شام تک علامہ مرحوم کو سپردِ خاک کر دیا گیا۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ او لئیم | تُونے وہ گنج ہائے گرانمایہ کیا کئے

آپ کی وفات سے اہلِ پشاور ایک عظیم علمی شخصیت سے محروم ہو گئے۔ نیز مختلف دینی حلقوں میں صفِ ماتم بچھ گئی اور پورے صوبہ سرحد میں رنج و غم کی لہر دوڑ گئی۔ سیاسی و مذہبی تنظیموں نے آپ کی وفات پر تعزیتی اجلاس منعقد کئے۔ اسی سلسلے میں "جمعیت سادات صوبہ سرحد" کا ایک تعزیتی اجلاس مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۹۸ء کو بروزِ پیر جمعیت سادات کے مرکزی دفتر آستانہ عالیہ آقا پیر جان صاحب یکہ توت پشاور میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں حضرت علامہ مولانا مولوی محمد ایوب جان بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور آپ کی شاندار علمی و مذہبی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔ اجلاس کی صدارت جمعیت سادات کے سرپرست اعلیٰ مدیر اعلیٰ پندرہ روزہ "الحسن" پشاور جناب حضرت علامہ مولانا سیّد محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی دامت برکاتہم العالیہ نے فرمائی۔ اجلاس میں جمعیت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے تمام ارکان نے شرکت کی اور علامہ مرحوم کے صاحبزادے صاحبزادہ سیّد خالد جان بنوری، داماد الخبیر سیّد فاروق جان بنوری اور دیگر پسماندگان نے خصوصی طور پر شرکت کی۔ اس موقع پر مرحوم کی روح کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی گئی اور ان کے لئے خصوصی دعائے مغفرت کی گئی۔

اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے جمعیت سادات کے مرکزی کنوئیر (سجادہ نشین آستانہ عالیہ سید شاہ قبول اولیاء رحمۃ اللہ علیہ) جناب آغا سید لیاقت علی شاہ گیلانی نے فرمایا کہ مرحوم نے اپنے علم کی بدولت جو چراغ روشن کئے ہیں وہ تا قیام قیامت روشن رہیں گے۔

پیر سید تنویر الحسن گیلانی مدظلہ (سجادہ نشین مکھڈ شریف) نے اس موقع پر اپنے خیالات کا اظہار فرماتے ہوئے کہا کہ مرحوم کی وفات سے دینی حلقوں میں جو اضطراب پیدا ہوا ہے اور جو خلا واقع ہوا ہے اس کا پر ہونا ممکن نہیں کیونکہ آپ کی ذات اہل سرحد کے لئے باعثِ رحمت و برکت تھی۔ جناب سید ظفر علی شاہ صدر "ادارہ تبلیغ الاسلام پشاور" نے اپنے خطاب کے دوران فرمایا کہ مرحوم ایک منفرد ' ہمہ جہت اور عظیم شخصیت کے مالک تھے اور ان کی جدائی کا صدمہ اہلِ سادات کیلئے ناقابلِ برداشت حد تک تکلیف دہ ہے۔

اجلاس کے آخر میں جمعیتِ سادات کے سرپرستِ اعلیٰ حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی مدظلہ العالی نے مولانا مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر و استقامت کی دعا فرمائی۔

بقیہ : استفتاء

اس میں ممانعت اور ناجائز ہونے کی کونسی بات ہے اور یہ طریقہ ابتداءِ اسلام سے الی الآن جاری ہے اور اس کے لئے شریعت کی طرف سے کسی وقت کا تقرر بھی نہیں تو پھر یہ رسمِ ہنود و یہود کیسے ہوئی ؟ مولوی مذکور کو اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے آمین۔

بقیہ : انوارِ علی کَرَّمَ اللہُ وَجْهَهُ الْكَرِيم

کی برکت ہے کہ نہ تو مجھے گرمی ستاتی ہے اور نہ لگتی ہے اور نہ ہی سردی۔ یہ خصوصیت کسی اور کے لئے نہیں جو کہ جناب امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ہے۔

(جاری ہے)

غزل

مُرتضٰی سیّد

آج اِس طرح تیری یاد کے بادل برسے
ایسا جل تھل ہوا، مُشکل ہے نکلنا گھر سے

یوں بہا لے گئی ہلکی سی تیری موجِ نظر
آنکھ کھولی تو تھا گزرا ہوا پانی سر سے

بہرِ ناموسِ وفا ہم نے جو انجام دیے
کارنامہ وہ لکھے جائیں گے آبِ زر سے

اک فقط گُل ہی نہیں چاکِ گریباں یارو
کون اس باغ میں محفوظ رہا صَرصَر سے

چاندنی رات میں جب یاد تیری آئی ہے
چاند کو دیکھ کر آنکھوں سے ستارے برسے

کسی رستے، کسی منزل پہ سکوں پا نہ سکا
جو کوئی لوٹ کے آیا ہے تمہارے در سے

عمر بھر کرتے رہے جس کی پرستش سیّدؔ
آج سر پھوڑ لیا ہم نے اُسی پتھر سے

گذشتہ سے پیوستہ

مطالعہ کائنات اور اقبال

الحاج صوفی مشتاق احمد صدیقی

ریٹائرڈ پرنسپل گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول نمبر ۴ پشاور

علمِ اسماء اعتبارِ آدم است

حکمتِ اشیاء حصارِ آدم است

(رموز بے خودی)

علامہ اقبال مُسلمانوں کو یہ حیات آفریں رمز سکھانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اگر تم نے علمِ اسماء کے اندر چھپی ہُوئی حقیقت کو سمجھ لیا تو بلا ریب تمہیں کائنات کے اندر عزت و وقار کا مقام حاصل ہو جائے گا اور ساتھ ہی اگر تم نے کائنات کے اندر پائی جانے والی اشیاء کی تخلیق کی حکمت کو سمجھ لیا تو تمہارا یہ حکیمانہ فہم و ادراک تمہارے ارد گرد ایک حفاظتی قلعے کا کام دے گا جو تمہیں حوادث زمانہ کی ہولناکیوں سے مامون و مصئون رکھنے میں مدد دے گا۔

علامہ اقبال نے اس شعر میں علمِ اسماء کا ذکر کرتے ہوئے اس عظیم واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ارض و سماوات کی تخلیق کے بعد خُداوند عزّوجل نے فرشتوں کے سامنے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ وہ زمین پر آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنانا چاہتے ہیں۔ اس ضمن میں پارہ اول اُلبقرہ رکوع ۴ کی مندرجہ ذیل آیات کریمہ کا مطالعہ کریں

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَه---

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّهَا--- وَمَا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ۔

(اے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ! لوگوں کو وہ وقت یاد دلائیں) جب تخلیق کائنات کا کام مکمل ہو چکا تو آپ کے پروردگار نے فرشتوں سے مُخاطب ہو کر کہا کہ میں

زمین پر انتظام وانصرام کی خاطر اپنا ایک خلیفہ یعنی نائب مُقرر کرنیوالا ہوں۔ فرشتوں نے یہ ارشادِ گرامی سُن کر (بصد عجز و نیاز عرض کیا) کیا آپ زمین پر ایک ایسے شخص کو اپنا نائب مُقرر کرنا چاہتے ہیں جو فساد پھیلائے اور خون ریزیاں کرتا پھرے۔ دُنیا میں آپ کی نیابت اور خلافت پر ہمارا حق فائق ہے کہ ہم ہر وقت آپ کی حمد و ثناء اور تسبیح و تقدیس میں مشغول رہتے ہیں۔ فرشتوں کی عرضداشت سُن کر ربُ العزت نے ارشاد فرمایا جن مصلحتوں کے تحت عزّ و شرف کا یہ بلند منصب آدم علیہ السلام کو تفویض کیا جارہا ہے اسے تم نہیں جانتے چنانچہ ربُّ العزت ے آدم علیہ السلام کو کائنات کی ہر چیز کے نام سکھلا دیے پھر ان ہی چیزوں کے ناموں کے متعلق فرشتوں سے استفسار کیا گیا فرشتوں نے جواب دیا اے خلاقِ اعظم آپ کی پاک ذات کی قسم ہمیں تو ان چیزوں کے علاوہ جو آپ نے ہمیں بتائیں ہیں اور کچھ بھی معلوم نہیں۔ بے شک آپ بہتر جاننے والے اور مصلحتوں کو پہچاننے والے ہیں۔ پھر ربِ کائنات نے تمام فرشتوں کے سامنے آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اے آدم! فرشتوں کو ان چیزوں کے ناموں سے آگاہ کریں جن کا علم انہیں نہیں ہے پھر جب آدم علیہ السلام نے نے ان چیزوں کے نام فرشتوں کو بتا دیئے تو ربُّ العزّت نے فرشتوں کو مُخاطب ہو کر فرمایا کیا ہم نے تم سے نہیں کہا تھا کہ آسمانوں اور زمین کی سب مخفی چیزوں کا علم صرف ہمیں کو ہے اور میں یہ بھی خوُب جانتا ہوں جو کچھ تم اب ظاہر کر رہے ہو وہ اور جو کچھ ہم سے چھُپاتے تھے وہ ہم کو سب معلوم ہے۔ علمِ اسماء کی مختصر وضاحت سیاق و سباق کے تناظر میں دیکھا جائے تو علامہ اقبال کے شعر کے مطلب واضح ہو جاتا ہے اب دیکھیے شعر کا دوسرا مصرعہ۔

حکمتِ اشیاء حصارِ آدم است

اس مصرعہ کا مفہوم یہ ہے کہ کائنات کے اندر پائی جانے والی ہر چیز کی تخلیق کے اسرار و رموز کو سمجھ کر اسے مسُخر کر لینے سے انسان کی حیثیت کائنات میں انتہائی مضبوط و محفوظ ہو جاتی ہے۔ کائنات کی کوئی بڑی سے بڑی قوُّت اسے زیر نہیں کر سکتی کیونکہ وہ خود کائنات کی آشکار اور مخفی قوُتوں کو خُداداد صلاحیتوں کے بل بوُتے پر مُسخر کر کے کائنات کی

ناقابلِ تسخیر قوت بن جاتا ہے۔ مظاہر قدرت کے اندر حق تعالیٰ نے حکمت و مصالح کے جو خزینے چھپا رکھے ہیں انہیں منصہ شہود پر لا کر خدا کی مخلوق کی فلاح و بہبود اور خدمت گذاری کے مواقع بہم پہنچاتا ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ مظاہرِ قدرت کو ایک دوسرے زاویہ سے دیکھتے ہیں۔ اس زاویہ نظر میں اجرام فلکی سے استفادے اور انتفاع کے ساتھ ساتھ دنیا میں انسان کی روش کار کردگی اور ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

ابر و باد مہ و خورشید و فلک در کار اند

تا تو نانے بکف آری و بغفلت نہ خوری

ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرماں بردار

شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری

شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قدرت کے بے پایاں انعامات کا ذکر کرتے ہوئے انسان کی توجہ اس امر کی طرف منعطف کراتے ہیں کہ خالقِ کائنات نے بادل' ہوا' چاند' سورج اور افلاک تیری خدمت گذاری کے لئے پیدا کیے ہیں تاکہ ان کی مدد سے تو غلہ اور پھل وغیرہ حاصل کرنے کے لئے محنت و مشقت کرے اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا رزق کھانے کے لئے غفلت کا مظاہرہ نہ کرے یہ سب کچھ تیرے لئے سرگرم عمل ہیں اور تیرے تابع فرمان ہیں یہ کہاں کا انصاف ہے کہ تو اپنے مہربان خدا کی تابعداری سے غفلت برت رہا ہے؟

خداوند بزرگ و برتر کائنات میں اپنی بوقلموں تخلیقات اور عالم انسانیت کو ان سے حاصل ہونے والے فوائد کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ------ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ

------ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ (سورہ ابراہیم)

ترجمہ: (اے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم لوگوں پر واضح کر دیجئے) کہ اللہ تعالیٰ ایسا قادرِ مطلق ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا' آسمان سے مینہ برسایا پانی کی

وجہ سے درختوں سے پھل اُگائے تاکہ تم کھا کر لطف اٹھاؤ' دریاؤں اور سمندروں میں چلنے والی کشتیوں کو تمہارے تابع فرمان بنادیا۔ نیز ندیوں اور نہروں کو تمہارے قبضۂ اختیار میں کر دیا (اسی ذات والا صفات نے) سُورج اور چاند کو تمہارے تابع کر دیا اور وہ دونوں (اپنے مقررہ مدار) پر گردش کر رہے ہیں۔ یہ وہی ذات گرامی ہے جس نے رات اور دن کو تمہارے لئے مُسخر کر دیا ہے نیز اور جو کچھ تمہیں درکار تھا بقدرِ مُناسب عطا کر دیا ہے۔ اگر تم ربِ مہربان کی نعمتوں کو گننا چاہو تو ہر گز کامیاب نہ ہو سکو گے۔ اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے منصبِ خلافت کا حق ادا نہ کر کے بڑی بے انصافی سے کام لے رہا ہے۔ نیز وہ بڑا ناشکرا ہے۔

مندرجہ بالا آیات مُقدسہ سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ پاک نے زمین و آسمان کے اندر پائی جانے والی ہر چیز انسان کے لئے مُسخر کر دی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو انسان منشاءِ ایزدی کے مُطابق کاروبار حیات کے انتظام وانصرام کے سلسلے میں صحیح سمت میں جدوجہد کرتا ہے یقیناً وہ اپنے فہم و بصیرت اور ذوق تجسّس و تحقیق کی بدولت کائنات کی ہر چیز کے اندر چھُپی ہوئی قوّت کو اپنے قبضۂ اقتدار میں لا کر عالمِ انسانیت کی فلاح و بہبود اور اصلاح کے لئے گراں بہا ایجادات کر سکتا ہے۔

علامہ اقبالؒ جب دیکھتے ہیں کہ آج کے مُسلمان میں اپنے آباؤ اجداد کی عظمت و جلال کا شائبہ تک نہیں ہے تو وہ فرطِ دلسوزی سے افسردہ دل گرفتہ ہو کر یوں گویا ہوتے ہیں۔

آتی ہے دم صبح صدا عرشِ بریں سے
کھویا گیا کس طرح ترا جوہرِ ادراک
کس طرح ہوا کُند تیرا نشترِ تحقیق
ہوتے نہیں کیوں تجھ سے ستاروں کے جگر چاک
مہر و مہ انجم نہیں محکوم ترے کیوں
کیوں تیری نگاہوں سے لرزتے نہیں افلاک

علامہ فرماتے ہیں کہ صبح کے وقت جب میں ربِ کائنات کے حضور سربسجود ہُوا تو عرشِ بریں سے ایک آواز سنائی دی۔ اے مُسلمان! بتا تیرے فہم و ادراک کا جوہر کیسے لٹ گیا؟ تیری تحقیق و تجسس کا نشہ جو کسی زمانے میں شمشیرِ براں کی مانند آبدار تھا' کیسے کُند ہو کر زنگ آلود ہو گیا ہے' تو ستاروں کو زیرِ نگیں کر کے ان کے اندر چھپے ہوئے حکمت و اسرار کے پردے کو چاک کیوں نہیں کرتا؟ سورج' چاند' ستارے کیوں ترے تابع فرمان نہیں ہیں اور آسمانوں کی مخلوق تیری نگاہوں کے تیور دیکھ کر کیوں لرزہ براندام نہیں ہوتی؟ علامہ اقبال آوازِ غیب کے استفسار کا جواب یوں دیتے ہیں

خُودی ہے مُردہ تو مانند کاہ پیشِ نسیم
خُودی ہے زندہ تو سُلطانِ جُملہ موجودات
مقام بندہ مومن کا ہے ورائے سپہر
زمین سے تا بہ ثریا مقام لات و منات

علامہ اقبال مُسلمانوں کے عُروج و زوال کیلئے بُنیادی نکتہ خُودی کو قرار دیتے ہیں، فرماتے ہیں کہ اگر انسان کے اندر خُود شناسی یعنی اپنے نفس کی صلاحیتوں کو پہچاننے کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے تو اس کی حیثیت ایک حقیر اور ناتواں تنکے کی مانند ہو جاتی ہے جو بادِ نسیم کے سامنے بے بسی کی حالت میں رقصاں ہوتا ہے اور اگر اس کی خُودی زندہ و توانا ہے تو تمام موجوداتِ عالم کے سامنے اس کی حیثیت بادشاہ کی مانند ہوتی ہے کہ جس کے سامنے ساری موجوداتِ کائنات کی حیثیت دست بستہ غلام کی طرح ہوتی ہے۔

مقام بندہ مومن کا ہے ورائے سپہر

جو صحیح معنوں میں بندۂ مومن ہے (یعنی صاحب ایمان و ایقان اور صاحب فہم و ادراک ہے اس کی عظمت و جلال کی رسائی سماوات سے بھی بلند تر ہے۔ وہ سماوات کی پہنائیوں کو چیر کر خالقِ سماوات کی ذاتِ گرامی تک رسائی حاصل کرنے کا مُتمنّی ہے۔ بالفاظ دیگر وہ اپنے اندر خُدائی اخلاق کا عکس پیدا کرنے کی شدید خواہش رکھتا ہے یعنی اپنے آپ کو

اس کے حسین و جمیل رنگ میں رنگنے کی چاہت کا بے پناہ جذبہ رکھتا ہے۔ علامہ اقبال، بندۂ مومن کے ان جذبات عالیہ کی عکاسی کتنے دلفریب ایمان افروز انداز میں کرتے ہیں فرماتے ہیں

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومنکا ہاتھ
غالب و کار آفریں، کارِ کُشا، کارساز
خاکی و نُوری نہاد بندہ مولے صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دلِ بے نیاز

اس منبعِ عظمت و کمال اور محورِ جلال و جمال تک رسائی حاصل کرنے کے لئے زمین سے ثُریا تک جتنے بھی عوامل فطرت ہیں انسان کے لئے بتوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے کیونکہ ذاتِ حق تک رسائی حاصل کرنے میں وہ قطعاً مددگار ثابت نہیں ہو سکتے۔ ایک دُوسرے مقام پر علامہ اقبال (زمیں سے تابہ ثُریا مقام لات و منات) کی وضاحت فکر انگیز انداز میں کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زناری
نہ ہے زماں نہ مکاں لا الہ الا اللہ

وہ صاحبانِ عقل و خرد کہ جو انسانی عظمت و شرف کے حقیقی مقام کی اہمیت سے نابلد ہیں اور مقامِ کبریا کے تقاضوں سے ناواقف ہیں وہ زمان و مکان کی تغیر پذیر قدروں کی وقتی چمک دمک سے اس درجہ مُتاثر ہو جاتے ہیں کہ ان کی پرستش شروع کر دیتے ہیں۔ دوسرے مصرعہ میں علامہ اقبال مُسلمانوں کی توجہ کلمۂ طیبہ کی اہمیت اور اس کے اندر چھُپے ہوئے دینِ برحق کی عظمت و کمال کے اسرار و رموز کی طرف مُنعطف کراتے ہوئے فرماتے ہیں "کائنات عالم کا حاکم اعلےٰ اللہ جل جلالہٗ ہے اس کی خُدائی میں کوئی شریک نہیں ہے ہمیں یہ تعلیم اس کے پیارے محبوب حضرت مُحمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے دی ہے۔ لہٰذا اگر کوئی ہستی پرستش کے قابل ہے تو وہ خالقِ اکبر کی ذات اقدس و اطہر ہے۔ کلمۂ طیبہ

انسان کو خدائے واحد کی وحدانیت اور آقائے دوجہاں کی رسالت کی تعلیم دیتا ہے اور ساتھ ہی اس امر کی بھی وضاحت کر دیتا ہے کہ اللہ جل جلالہٗ کے سوا کائنات میں جتنی چیزیں بھی ہیں (الوہیت کے نقطہ نظر سے) بتانِ وہم وگماں سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتیں۔ کائنات کے اندر پائی جانے والی ہر مخلوق اپنے خالق کی تسبیح و تقدیس میں مشغول ہے یہی منشاء رب العالمین ہے کہ اس کی پیدا کی ہوئی مخلوق اس کی عظمت وکبریائی کے گیت گاتی رہے چنانچہ قرآن پاک میں رب العزت ارشاد فرماتے ہیں

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (۲۸ الجمعة رکوع ۱)

یعنی آسمانوں اور زمین کے اندر جس قسم کی بھی مخلوق ہے اللہ جل جلالہٗ کی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہے۔ وہ رب کائنات (بلا شرکتِ غیرے) دُنیا جہان کا بادشاہ ہے۔ پاک ہے وہ جو سب کائنات پر غالب ہے اور حکمت کا مالک ہے۔ اس آیت کریمہ کے معانی کو کلمۂ طیبہ کی ایمان افروز صداقتوں کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ معبودِ برحق ہے تو صرف اللہ جل جلالہٗ کی ذات گرامی۔ علامہ اقبال مردان خود آگہ کے عزم و ہمت کی جولانی کی طرف توجہ مُنعطف کرتے ہوئے فرماتے ہیں

خود آگہاں کہ ازیں خاکداں بروں جستند
طلسم مہر و سپہر و ستارہ بشکستند

مردِ مومن جب اپنے نفس کی حقیقت کو پہچان لیتے ہیں تو ان کی انتہائی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے ربّ کی ذاتِ گرامی کا عرفان بھی حاصل کریں چنانچہ وہ اس خواہش کی تکمیل کے لئے خاکدانِ ارض کی حدود سے تیزی کے ساتھ باہر نکل کر آسمانوں کی طرف گرم پرواز ہو جاتے ہیں۔ راہ میں جب سورج' چاند' ستارے اور سیارے وغیرہ کے قریب سے گُذر ہوتا ہے تو ان کے اندر جھانک کر دیکھتے ہیں یہی خالق کائنات کا حکم ہے کہ عواملِ فطرت کا مُشاہدہ کرو اور دیکھو کہ قُدرت نے اسرار و رموز اور حکمت و مصالح کے کون کون سے

خزینے اور دفینے ان میں چھپار کھے ہیں۔ مردِ مومن اپنے علم وفن کے نشتر اور جذب وشوق کی تیزی اور تُندی سے ان عوامل کا آپریشن کرتے ہیں اور ان کے اندر پائے جانے والے قُدرت کے انمول مادوں (MATTER) شناخت کر کے تحقیق و تجسس کے سانچے میں ڈھالتے ہیں۔ فکر وفن کی کاریگری سے نوک پلک سنوارتے ہیں۔ یوں عالم انسانیت کی فلاح اور ارتقا کا سامان مہیا کرتے ہیں۔

علامہ اقبال کے مذکورہ بالا اشعار کا مُطالعہ بنظرِ عمیق کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اقبال اپنے کلام میں جس مردِ مومن کا ذکر کرتے ہیں وہ اگر ایک طرف بندہ مولا صفات ہے تو دوسری طرف اس پر منجانب اللہ یہ لازم ہو جاتا ہے کہ وہ کائنات کے اندر موجود ہر چیز کی حقیقت کو جاننے اور اس کے اندر چُھپی ہوئی حکمت کو مُسخر کرنے کے لئے بھرپور جدوجہد کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ علامہ اقبال نے مردِ مومن کی تعریف و توصیف کے سلسلے میں قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیات کریمہ سے رہنمائی حاصل کی ہے

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ------ سُبْحَانَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (پارہ ٤ آل عمران رکوع ٢٠)

ترجمہ (اے لوگوں غور سے سُنو!) آسمانوں اور زمین کی تخلیق (بناوٹ) رات اور دن کے اختلاف (لیل و نہار کے طلوع اور غروب اور موسموں کے ردوبدل) میں صاحبان فہم و بصیرت کے لئے (قدرت خدا کی قیمتی) نشانیاں موجود ہیں۔ یہ صاحبانِ ذکر وفکر اپنے ربِ مہربان کو یاد کرتے ہیں۔ قیام کی حالت میں بیٹھے بیٹھے اور پہلو کے بل لیٹے لیٹے۔ باوصف اس کے وہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق (ساخت کے بھیدوں) کا مشاہدہ انتہائی غور و فکر سے کرتے ہیں۔ (اور جب ان پر اسرار الٰہی مُنکشف ہونا شروع ہو جاتے ہیں) تو بصد عجز و نیاز خالق کائنات کے حضور عرضداشت کرتے ہیں) اے خالق کون و مکاں! تو نے اس کارخانہ عالم کو عبث یعنی بے مقصد نہیں پیدا کیا (یہاں قدم قدم پر حکمت و معارف کے دفینے پوشیدہ ہیں جنہیں مسخر کر کے عالم انسانیت کی فلاح اور بہتری کے لئے راہ ہموار کی جا سکتی

ہے)۔ اے مولائے رحیم! پاک ہے تیری ذات۔ گذارش ہے کہ اگر ہم سے تیرے ارشاد کے باوجود تیری تسبیح و تقدیس اور ذکر و فکر میں کوتاہی ہوئی ہے اور زمین و آسمان کی تخلیق اور ساخت پر تفکر و تدبر اور تحقیق و تجسس کی کاوش کے سلسلے میں غفلت کا ارتکاب ہوا ہے تو اے ربِ مہربان اپنی رحمتِ کاملہ کا صدقہ (ہماری غفلت' کوتاہی اور خطا کو معاف فرما دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے اپنی حفظ و امان میں رکھ۔ اس آیت کریمہ کے معانی پر اگر غور کیا جائے تو مردِ مومن کے لئے اس میں دین و دنیا کی عظمت' سربلندی اور کامیابی کا لائحہ عمل دیا ہوا ہے۔ اللہ نے صاحبانِ فہم و بصیرت کے لئے لازمی قرار دیا ہے کہ وہ ذکرِ الٰہی شغف و انہماک سے کریں اور ساتھ ہی آسمان اور زمین کی تخلیق اور ساخت کا مشاہدہ غور و فکر سے کریں اور اسرارِ کائنات کی گتھیاں سلجھائیں بالفاظ دیگر جو لوگ جذب و شوق اور خضوع و خشوع کے ساتھ ذکرِ الٰہی میں منہمک ہوتے ہیں ان پر لازم آتا ہے کہ وہ اسی ولولے، استقامت' بصیرت اور ژرف نگہی سے زمین و آسمان کی ساخت و پرداخت پر نتیجہ خیز انداز میں غور و فکر کریں۔ اس کی وضاحت یوں بھی کی جاسکتی ہے' ایک شخص جو عقل و فراست کی دولت سے تو مالا مال ہے لیکن ذکرِ الٰہی کی سعادت سے کماحقہ' بہرہ ور نہیں ہے اور ایک دوسرا شخص جو شب و روز ذکرِ الٰہی میں تو مستغرق رہتا ہے مگر منشاءِ ایزدی کے مطابق تفکر و تدبر اور تحقیق و تجسس کے تقاضے پورا نہیں کرتا۔ ارشادِ خداوندی کے مطابق یہ دونوں قسم کے انسان عبادت الٰہی کی ادائیگی اور فہم و تحقیق کی کارگزاری کے درمیان متوازن اور متناسب ہم آہنگی پیدا کرنے میں کامیاب نہیں ہیں۔ آیت کریمہ عبادت اور تحقیق و تجس کے درمیان مکمل ہم آہنگی کی متقاضی ہے۔ لہٰذا مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ حقیقی معنوں میں مردِ مومن وہ ہے جو اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے کائنات کی تخلیق اور ساخت کا کھوج لگاتا ہے نیز اس کی اہمیت اور افادیت کی وضاحت کرتے ہوئے اسرار و رموز کی پیچیدگیوں کو سلجھانے کی بھرپور کوشش کرتا ہے اس کے ساتھ ہی وہ لازمی طور پر کاروبارِ زیست کے ہر چلن میں ربِ مہربان کی عبادت کا حق ایک اطاعت شعار

بندے کی طرح انتہائی جذب و کیف کے عالم میں ادا کرتا ہے۔ شاعر سے معذرت کے ساتھ

در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق

مردِ مومن می تواند جام و سنداں باختن

اے مُسلمان! اگر تو چاہتا ہے کہ ارشادِ خداوندی کی تعمیل کرتے ہوئے دُنیا میں عزو شرف اور وقار و تمکنت کی زندگی بسر کرے تو تیرے ایک ہاتھ میں شریعت کا جام ہونا چاہئے کہ جس کی بدولت تُو روحانی کیف و سرور حاصل کرے اور دوسرے ہاتھ میں عشق کی سندان ہونی چاہیئے کہ جس پر کوٹ کر رضاءِ الٰہی کی کُٹھالی میں جب تجھے ڈھالا جائے تو کُندن خالص بن کر دُنیا کی تاریکیوں کو اُجالوں میں بدل ڈالے۔ یہ ہر آدمی کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ شریعت و طریقت کے ساتھ علم و فن اور تحقیق و تجسس کے میدان کا بھی شہسوار ہو یہ عظیم المرتبت کام وہی مردِ مومن کر سکتا ہے جس کا ہر نفس مشیتِ ایزدی کا طلبگار ہو اور خون کا ہر قطرہ رضاءِ الٰہی کے لئے دھڑکتا ہو۔ (ختم شد)

بقیہ: تفسیر القرآن الحسنہ

خوطب علیه السلام تعظیما للامر له

ترجمہ: اس آیت میں بظاہر خطاب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہے لیکن مُراد اُمت ہے۔ اس لئے کہ عصمت خاصہ نبوت ہے، مضمون کی اہمیت کے باعث حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف نسبت کی گئی۔ (جاری ہے)

۱۰: تفسیر قرطبی ج: ۲، ص: ۱۶۲، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان

سخت جانی

فیض لودھیانوی مرحوم و مغفور

تباہ کاری کو اب اور جستجو کیا ہے
ہمارے پاس تھا جو کچھ لٹا دیا ہم نے

ستمگرو ہمیں تم دادِ سخت جانی دو
تمہارے عہد میں جی کر دکھا دیا ہم نے

اِستفتاء

(مُردہ کے لئے دُعا)

مُفتی خلیل الرحمان نقشبندی

مُہتمم دار العلوم شیر ربانی حاجی آباد شکر پورہ روڈ پشاور

عُلماء دین شرع مبین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں ؟ایک مولوی صاحب نے دورانِ تقریر کہا کہ لوگ مُردہ کی قبر کے پاس تین دن تک جا کر وہاں جو دُعا کرتے ہیں تو یہ رسم ہنود اور ناجائز ہے۔ کیا مولوی صاحب کا یہ کہنا صحیح ہے یا کہ غلط اور قبرستان میں جانا اور مُردہ کی قبر کے پاس بیٹھ کر دُعا کرنا شرعاً کیسا ہے ؟ مہربانی فرما کر مسئلہ ہذا کو تفصیلاً واضح فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ بینوا توجروا

المستفتی : سید فیاض علی شاہ سکنہ مُحمد زئی دلہ زاک روڈ پشاور

الجواب

سب سے پہلے اس اجہل الجہلاء مولوی سے پوچھنا چاہیئے کہ ہنود کا قبرستان کہاں پر ہے ؟اور پھر یہ کہ ہنود تین دن تک اپنے مُردہ کی قبر پر جایا کرتے ہیں تو اس کا تمہارے پاس کیا ثبوت ہے ؟ آج کل کے اکثر نام نہاد مولوی جو مسلکِ اہلسنت سے تعلق نہیں رکھتے وہ ایسی خرافات بکتے رہتے ہیں اور سادہ لوح مُسلمانوں میں انتشار پیدا کر کے اپنے غیر مُسلم آقاؤں کو خوش کرتے ہیں ورنہ یہ ایسا مسئلہ ہے جو قرآنِ کریم اور کُتبِ احادیث سے روز روشن کی طرح ثابت ہے، فقہ اور عقائد کی کتابیں اس سے مملو ہیں اگر چمگادڑ کو دن میں سُورج نظر نہ آئے تو قصور کس کا ؟ قرآنِ کریم میں ربّ تعالیٰ کا ارشاد ہے

والذین جاؤ من بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان (الآیہ سورہ حشر القرآن)

ترجمہ: اور وہ جو آئے پیچھے ان کے جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے اور نہ پیدا کر ہمارے دلوں میں بُغض اہلِ ایمان کے لئے اے ہمارے رب بے شک تو رؤف ورحیم ہے۔

اس آیت شریف پر حاشیہ نمبر ۲۲ میں ہے اللہ تعالیٰ نے تو حکم فرمایا ہے کہ ان کے لئے دُعائیں مانگوں اپنے دلوں کو سابقہ مُسلمانوں کے ساتھ بُغض وکینہ سے پاک رکھو لیکن رافضیوں اور ان کے ہم نوا فرقوں کی زندگی کا مُدعا یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں ان نفوس ذکیہ کے ساتھ نفرت وعناد پیدا کریں۔ العیاذ باللہ۔

آیت شریف مذکورہ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ پچھلے مؤمنین کو پہلوں (جو مؤمنین دُنیا سے رحلت فرما چکے ہیں) کے لئے مغفرت کی دُعا کرنی ضروری ہے۔ اس سے ان کے گُناہ بخشے جاتے ہیں اور ان کے مدارج بلند ہوتے ہیں (تفسیر ضیاء القرآن، ص: ۱۸۰، ج: ۵)

آیت شریف سے واضح ہوا کہ اموات کے لئے دُعا کرنا مفید ہے اور اس کے لئے کسی جگہ یا وقت کا تعین نہیں، چاہے قبرستان جا کر قبر کے پاس بیٹھ کر دُعا کرے یا گھر میں کرے لیکن قبرستان میں جانے سے زائر کے لئے فوائد کثیرہ کا حصول یقینی ہے جیسے کہ بعض ایام یا بعض اوقات میں بوجہ فضیلت اس کے قبرستان میں جانا افضل ہے مثلاً پیر کے دن یا جمعرات اور جمعہ کے دن یا شنبہ کے دن قبل از طلوع قبرستان میں جانا کتابوں میں مذکور ہے۔

ابتداء میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابۂ کرام کو قبرستان جانے سے منع فرمایا تھا لیکن کچھ عرصہ بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کُھلی اجازت فرمادی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا فانھا تزھد فی الدنیا و تذکر الآخرۃ (رواہ ابن ماجہ ص: ۱۵۴ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہُ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا لیکن اب تمہیں اجازت ہے۔ اہلِ قبور کی زیارت کو جاؤ اس سے دُنیا کی محبت کم ہوتی ہے اور آخرت یاد آتی ہے۔ سُبحان اللہ مردہ کے لئے جو فوائد ہیں ماوراء ان کے زائر کے لئے یہ دو فائدے کتنے اہم ہیں فافہم۔

انتباہ: بعض لوگ بوجہ کم علمی یا بوجہ عناد مُمانعت والی حدیث سے استدلال پکڑتے ہیں کہ مزارات پر جانا منع ہے وہ سخت غلطی پر ہیں مذکورہ بالا حدیث شریف سے صاف پتہ چلتا ہے کہ مُمانعت والی حدیث منسوخ ہو چکی ہے اور پھر یہ کہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بہ نفس نفیس شُہداءِ اُحد کے مزارات پر اور جنت البقیع کی جُملہ اموات کے لئے قبرستان میں تشریف لے جا کر دُعا فرمایا کرتے جو اہلِ علم پر مخفی نہیں۔ علاوہ ازیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صحابۂ کرام کو قبرستان میں جانے کے آداب اور دُعائیں سکھایا کرتے جیسے کہ حدیث شریف مروی ہے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سے

وعن بريدة رضي الله عنهُ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تعلمهم اذا خرجوا الى المقابر السلام عليكم اهل الديار من المؤمنين (الحديث رواه مسلم ص: ۱۵٤ مشكوٰة شريف)

ترجمہ: روایت ہے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سے کہا انہوں نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کہ سکھاتے تھے صحابۂ کرام کو کہ جب وہ قبرستان میں جائیں تو کہیں اے مؤمنوں اور مُسلمانوں کے گھر والو تم پر سلام ہو انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لئے عافیت مانگتے ہیں (مُسلم شریف)

وضاحت: اس حدیث شریف سے صاف معلوم ہوا کہ قبرستان میں جانا بالکل جائز ہے اور اہلِ قبور کے پاس قبرستان میں جانے کیلئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی وقت کا تعین نہیں فرمایا یعنی جس وقت کوئی قبرستان جانا چاہے جا سکتا ہے۔ قبرستان میں جا کر

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہُ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا لیکن اب تمہیں اجازت ہے۔ اہلِ قبور کی زیارت کو جاؤ اس سے دُنیا کی محبت کم ہوتی ہے اور آخرت یاد آتی ہے۔ سُبحان اللہ مردہ کے لئے جو فوائد ہیں ماوراء ان کے زائر کے لئے یہ دو فائدے کتنے اہم ہیں فافہم۔

انتباہ: بعض لوگ بوجہ کم علمی یا بوجہ عناد مُمانعت والی حدیث سے استدلال پکڑتے ہیں کہ مزارات پر جانا منع ہے وہ سخت غلطی پر ہیں مذکورہ بالا حدیث شریف سے صاف پتہ چلتا ہے کہ مُمانعت والی حدیث منسوخ ہو چکی ہے اور پھر یہ کہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بہ نفسِ نفیس شُہداءِ اُحد کے مزارات پر اور جنت البقیع کی جُملہ اموات کے لئے قبرستان میں تشریف لے جا کر دُعا فرمایا کرتے جو اہلِ علم پر مخفی نہیں۔ علاوہ ازیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صحابہ کرام کو قبرستان میں جانے کے آداب اور دُعائیں سکھایا کرتے جیسے کہ حدیث شریف مروی ہے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سے

وعن بريدة رضى الله عنهُ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تعلمهم اذا خرجوا الى المقابر السلام عليكم اهل الديار من المؤمنين (الحديث رواه مسلم ص: ١٥٤ مشكوٰة شريف)

ترجمہ: روایت ہے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سے کہا انہوں نے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہ سکھاتے تھے صحابہ کرام کو کہ جب وہ قبرستان میں جائیں تو کہیں اے مؤمنوں اور مُسلمانوں کے گھر والو تم پر سلام ہو انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لئے عافیت مانگتے ہیں (مُسلم شریف)

وضاحت: اس حدیث شریف سے صاف معلوم ہوا کہ قبرستان میں جانا بالکل جائز ہے اور اہلِ قبور کے پاس قبرستان میں جانے کیلئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کسی وقت کا تعین نہیں فرمایا یعنی جس وقت کوئی قبرستان جانا چاہے جا سکتا ہے۔ قبرستان میں جا کر

پڑھے یا دُور سے پڑھے۔

وفی الآثار یقرء الفاتحة عند راس القبر و اول سورة البقر الی ھم المفلحون عند رجل القبر فوعد فیه مغفرة المیت والقاری

(جواہر النفیس ص: ۱۶۰)

ترجمہ: اور احادیث شریف میں وارد ہے کہ سورۃ فاتحہ قبر کے سرہانے پڑھنے اور سورہ بقرہ کا اول سے ھم المفلحون تک مُردہ کے پیروں کی طرف پڑھے اس میں وعدہ ہے میت اور قاری دونوں کی مغفرت کا۔

انتباہ: ان مذکورہ حوالوں سے ثابت ہوا کہ ایصالِ ثواب کے لئے قاری مُختار ہے چاہے تو قبر کے پاس جاکر ایصالِ ثواب کرے چاہے تو دُور سے کرے اور نہ ایصالِ ثواب کے لئے قید یا وقت کا تعین ہے جس کی اُصولی وجہ یہ ہے کہ ایصالِ ثواب میں مُردہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا ہی تو کی جاتی ہے اور دُعا کے لئے شریعت میں وقت کی تعین نہیں فافہم

واخرج ابو القاسم سعد بن علی الزنجانی فی فوائدہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من دخل المقابر ثم قرأ فاتحة الکتاب وقل ھو اللہ احد والھاکم التکاثر ثم قال اللھم انی قد جعلت ثواب ما قرأت من کلامک لاہل المقابر برمن المؤمنین والمؤمنات کانوا شفاء له الی اللہ تعالیٰ (شرح الصدور للعلامة جلال الدین سیوطی)

ترجمہ: ابو القاسم سعد بن علی زنجانی نے اپنے فوائد میں حدیث شریف نقل کی ہے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے کہا انہوں نے کہ فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو کوئی قبرستان میں داخل ہو اور پھر پڑھ لے سورہ فاتحہ اور سورہ قُل ھُو

اَللّٰہُ اَحَد اور سورہ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُر کو اور پھر کہے یا اللہ تیرے کلام پاک میں نے جو کچھ تلاوت کیا اس کا ثواب میں نے اس قبرستان کے تمام مُردوں کو (یا اس مُردے) کو بخش دیا تو وہ سب اموات اس کے لئے عند اللہ شفاعت کریں گے۔ سبحان اللہ ربِ رؤف و رحیم کی رحمت کتنی وسیع ہے کہ زائر اور مزرور دونوں پر کرم نوازی فرماتا ہے۔

ندب زیارتہا للرجال والنساء علی الاصح و یستحب قرأۃ یٰس لما وردانه مندخل المقابر و قرأ یٰس خفف الله عنهم یومئذ و کان له بعدد دفیها حسنات ولا یکره الجلوس للقرأة علی القبر فی المختار الی آخره (نور الایضاح ص: ۱۵۵)

ترجمہ: صحیح مسلک یہی ہے کہ زیارت قبور مُردوں کے لئے بھی مُستحب ہے اور عورتوں کے لئے بھی اور سورہ یاسین شریف کا پڑھنا مُستحب ہے کیونکہ احادیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص قبرستان میں جائے اور سورہ یٰسین شریف کی تلاوت کرکے اس کا ثواب مُردوں کو بخش دے تو ربِ رحیم ان سب سے (جو وہاں مدفون ہیں) اس دن عذاب میں تخفیف فرما دیتا ہے اور پڑھنے والے کو اتنی نیکیاں ملتی ہیں کہ جتنے مُردے اس قبرستان میں مدفون ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اہلِ قُبور کے پاس جاکر ایصالِ ثواب کرنے سے مُردوں کو بھی فائدہ ہوتا ہے اور جانے والے کو بھی فوائدِ کثیرہ حاصل ہوتے ہیں۔

وقال ابن القیم الاحادیث والآثار تدل علی ا ن الزائر متی جاء علم به المزور و سمع سلامة وانس به ورد علیه و ہںذا عالم فی حق الشهداء و غیرهم وانه لاتوقیت فی ذلک الی آخره

(الطحاوی علی مراقی الفلاح ص ۵۱۲)

ترجمہ: ابن قیم نے کہا کہ احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اقوالِ صحابہؓ کرام اس

بات پر دلالت کرتے ہیں کہ زائر جب بھی کسی ولی شہید یا مومن مُسلمان کی زیارت کرنے آتا ہے تو وہ آنے والے کو پہچان لیتا ہے اور اس کا سلام بھی سُنتا ہے اور اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے اور زائر کی وجہ سے مُردہ کو سکون حاصل ہوتا ہے اور یہ شُہداء کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جمیع مومنین اس میں برابر ہیں اور اس کے لئے کسی وقت کا تعین نہیں ہے یعنی جس وقت بھی کوئی اہلِ قبور کے پاس جانا چاہے تو جا سکتا ہے چاہے قبر والا حال میں فوت ہوا ہو یا زمانہ مزید اس پر گذر چکا ہے اس ضمن میں آگے چل کر فرماتے ہیں

واخرج ابن عبدالبر فی التمهيد بسند صحيح عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من احد يمر بقبر اخيه المؤمن كان يعرفه فی الدنيا فيلم عليه الا عرفه فرد عليه السلام (الطحاوی علی المراقی ص ۵۱۳)

ترجمہ: ابن عبدالبر نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو کوئی اپنے مومن بھائی کے قبر کے پاس سے گزرے جو اس کو دُنیا میں پہچانتا تھا پھر سلام کہے اس مُردہ بھائی کو تو وہ مُردہ اس کو پہچان لیتا ہے اور اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے مگر افسوس ان لوگوں پر جو کہتے ہیں کہ مُردوں کو کوئی ادراک نہیں۔

خلاصہ یہ کہ اہلِ قبور کے پاس ایصالِ ثواب کے لئے جانا شرعاً بالکل جائز ہے اور اس کے لئے کسی وقت کا تعین شریعت نے نہیں فرمایا قبرستان میں جانے سے جس طرح مُردوں کو نفع پہنچتا ہے اسی طرح زائرین کو بھی نفع حاصل ہوتا ہے جیسے کہ مندرجہ احادیث اور حوالوں سے ثابت ہوا۔ مولوی مذکور کی بات خلافِ شرع ہے اور مُردوں اور زندوں دونوں کا دُشمن ہے تین دن تک لوگ وارث مُردہ کے پاس تعزیت کے لئے جاتے ہیں جس کی شرعاً اجازت ہے۔ بعض لوگ قبرستان میں مُردہ کی قبر کے پاس جا کر ایصالِ ثواب کرتے ہیں تو

باقی صفحہ ۱۳ پر

علمِ حدیث میں ایک گرانقدر اضافہ

شاہ محمد غوث اکیڈیمی بصد مسرت اپنے قارئین کی خدمت میں

محدثِ کبیر، فقیہہ اعظم، غواصِ بحرِ حقیقت و معرفت، علامہ اجل

حضرت سیّد شاہ محمّد غوث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

پشاوری ثُم لاہوری (المتوفی ۱۱۷۳ھ)

کی عالمانہ و عارفانہ شرح صحیح بخاری (فارسی) بنام

شرحِ غوثیّہ

کا دوسرا پارہ مع اردو ترجمہ از **حضرت علامّہ سیّد محمّد امیر شاہ قادری گیلانی** پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ یہ خزینہ علم و معرفت نہایت دیدہ زیب طباعت میں طلباء، محققین اور علماء کرام کو حصول علم حدیث کے لئے ایک سنہری موقع فراہم کرتا ہے۔

قیمت علاوہ ڈاک خرچ :	فارسی متن	-/۲۵۰ روپے
	اردو ترجمہ	-/۲۵۰ روپے
	فارسی متن مع اردو ترجمہ	-/۵۰۰ روپے

ملنے کا پتہ :-

شاہ محمد غوث اکیڈیمی ۱۳/۷ کوچہ آقا پیر جان یکہ توت پشاور